AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

Impact of the Market Brokerage System in Trade: A Hadith-Based Analytical Study

آڑھت کے تجارتی نظام پر اثرات: احادیث مبارکہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Hafiz Muhammad Zafran

Mphil Scholar, Department of Hadith and Hadith Sciences, AIOU, Islamamabad

Dr. Muhammad Shahid (Correspondence Author)

Assistant Professor

Department of Hadith & Hadith Sciences, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

https://orcid.org/0000-0002-7178-5963

shahid_edu98@yahoo.com

Abstract

This article explores the concept and functioning of the brokerage system (Ārhat) within market trade, particularly from an Islamic perspective. It begins by establishing the legitimacy of brokerage through evidence from Islamic jurisprudence and scholarly consensus, highlighting its foundational role in facilitating commerce. The study then outlines the positive impacts of the brokerage system, such as easing transactions, bridging the gap between buyers and sellers, and enhancing market accessibility. However, the article also critically examines the negative consequences associated with misuse of the system, including exploitation, price manipulation, and unjust profit-taking. In response, it presents solutions rooted in the teachings of the Prophet Muhammad ﷺ, offering guidance from authentic Hadiths to reform and regulate the brokerage system in accordance with Islamic ethical standards. This analytical study aims to strike a balance between the practical utility of brokerage and the moral framework of Islamic trade principles.

Keywords

Trade, brokerage, business ethics, commission

تعارف

معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے انسان ہر دور میں مختلف پیشوں سے وابستہ رہا ہے جن میں زراعت، صنعت، تعمیرات، تعلیم، طب اور تجارت وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام پیشے انسانی ضروریات کو پورا کرنے اور معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ انہی میں ایک اہم پیشہ "تجارت" ہے، جو ابتدا سے ہی انسان کے ساتھ رہا ہے۔ افراد نے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اشیاء کا تبادلہ کیا اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ تبادلہ باقاعدہ تجارتی نظام میں ڈھل گیا۔ اسلام نے اس فطری نظام کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس میں دیانت، سچائی اور عدل کے اصولوں کو لازم قرار دے کر اسے باعثِ برکت اور ذریعۂ رزق بنایا۔ تجارت کے فروغ اور اس میں آسانی کے لیے مختلف معاون نظام بھی وجود میں آئے جن میں "آڑھت" کا نظام نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نظام خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان رابطہ قائم کرنے اور تجارتی معاملات کو آسان بنانے کے لیے قائم کیا گیا جس میں آڑھتی بطور واسطہ کام کرتا ہے اور اس خدمت کے بدلے ایک مخصوص کمیشن وصول کرتا ہے۔

آڑھت

لوگوں کا مال کمیشن حاصل کرنے کیلئے غلہ منڈی، سبزی منڈی اور فروٹ منڈی میں فروخت کرنے کو آڑھت کہتے ہیں اور یہ کاروبار کرنے والا آڑھتی کہلاتا ہے۔ آڑھتی کی حیثیت کمیشن ایجنٹ کی ہے۔ عربی میں کمیشن ایجنٹ کیلئے "سمسار" لفظ مستعمل ہے جو کہ فارسی لفظ ہے جس کا معنی بائع اور مشتری کے درمیان واسطہ بننے والے کے ہیں [1]۔

سمسار کی وضاحت درج ذیل ہے

السمسار اسم لمن يعمل للغير بالاجر بيعا وشراء[2]

سمسار اس فرد کا اسم ہے جو خرید و فروخت میں کسی دوسرے کیلئے اجرت پر کام کرے۔

والسمسرة اصطلاحا : هى التوسط بين البائع والمشتري والسمسارهوالذي يدخل بين البائع والمشتري متوسطا لامضاء البيع وهو المسمى الدلال لانه يدل المشتري على السلع ويدل البائع على الاثمان[3]

وہ شخص جو خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان واسطہ بن کر بیع کو آسان بناتا ہے۔ اسے دلال کہا جاتا ہے۔ بائع کو ثمن جبکہ مشتری کو مبیع حاصل کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔

شرعی حیثیت:-

یہ ذریعۂ آمدنی صدیوں سے چلا آ رہا ہے اور یہ کاروباری کمیشن شرعاً جائز ہے۔ اس کی مشروعیت پر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ قیس بن ابی غرزۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَمَرَّ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں سماسرہ کہا جاتا تھا۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو ہمیں اس سے اچھے نام سے موسوم فرمایا۔ پس فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! خرید و فروخت میں لغو کلام اور قسمیں ہوتی ہیں تم اسے صدقہ سے ملاؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سماسرہ کی اصطلاح عہد نبوی میں بھی مستعمل تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دوسرا نام پسند فرمایا اور انھیں "تجار" کے لقب سے ملقب فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمیشن اور دلالی کے کام سے منع نہیں فرمایا جو کہ اس کے مشروع ہونے کو صاف واضح کرتا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں کمیشن ایجنٹ کی اجرت کے بارے میں امام بخاری نے ایک باب "اجر السمسرۃ" قائم فرمایا ہے۔ اس میں سمسار کی اجرت کے جواز پر امام بخاری نے صحابہ و کبار تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے تعلیقاً آثار نقل فرمائے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاری بھی سمسار کی اجرت کے جواز کے قائل تھے۔ اسی باب کے اندر امام بخاری حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ لائے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں۔

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَلَا يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے والوں سے آگے جا کر ملنے اور شہری کا دیہاتی کے لیے سودا کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت طاؤس کہتے ہیں میں نے عرض کی "لایبیع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے؟" حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "شہری دیہاتی کے لیے دلالی نہ کرے"

علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

فان مفهومه انه يجوز ان يكون سمسارا في بيع الحاضر للحاضر [6]

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ شہری شہری کیلئے دلالی کر سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاروباری کمیشن کے عدم جواز کی علت ضرر اور مہنگائی ہے۔ اگر یہ علت موجود نہ ہو تو اس کمیشن کی ممانعت نہیں ہے۔

یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ترجمۃ الباب اور حدیث مبارکہ میں مطابقت نہیں۔ وہ اس طرح کہ امام بخاری نے ترجمۃ الباب کو سمسار کی اجرت کے جواز پر قائم فرمایا جبکہ باب کے اندر حدیث مبارکہ دلال کے عدم جواز پر ذکر کی۔ یوں حدیث مبارکہ اور ترجمۃ الباب میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ امام بخاری کا وجہ استدلال اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لایبیع حاضر للباد" اور اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لا یکون لہ سمسارا" اس صورت کے ساتھ خاص ہے کہ جب شہری

دیہاتی کے لیے دلالی کرے تو یہ ناجائز ہے۔ اس کے علاوہ باقی صورتیں جائز ہوں گی۔ مثلا شہری شہری کے لیے دلالی کرے۔ دیہاتی دیہاتی کے لیے دلالی کرے۔ دیہاتی شہری کے لیے دلالی کرے۔ اگر یہ صورتیں بھی ناجائز ہوتیں تو پھر حدیث مبارکہ میں شہری کی دیہاتی کے لیے دلالی کی قید نہ ہوتی بلکہ مطلقا دلالی کو ہی منع فرما دیا جاتا۔ حدیث مبارکہ میں شہری کو دیہاتی کا دلال بننے سے منع فرمانا دیگر صورتوں کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ گویا عدم جواز اس صورت کے ساتھ خاص ہے کہ جب شہری دیہاتی کیلئے دلالی کرے۔ اس کے علاوہ باقی صورتوں میں ممانعت وارد نہیں ہے اس لیے وہ جائز ہوں گی۔

پاکستان میں موجودہ آڑھت کا کاروبار:-

آج کل آڑھت کا کاروبار بھی بیع الحاضر للباد ہی کی ایک صورت ہے۔ یہ اس وقت ناجائز ہو گا جب یہ شہریوں یا اس دیہاتی کیلئے نقصان کا باعث بنے۔ لیکن اگر یہ انتظامی امور کو بخوبی سر انجام دینے کیلئے ہو جیسا کہ آج کل منڈیوں میں ہو رہا تو یہ جائز ہو گا۔ کیونکہ ہر دیہاتی کیلئے یہ آسان نہیں ہو تا کہ وہ اپنا غلہ شہر میں لا کر فروخت کر سکے۔ اسی لئے دیہاتی اپنی فصل کی فروخت کے لیے پہلے ہی آڑھتیوں سے یہ طے کر لیتے ہیں کہ میں اپنا مال تمہارے پاس اتاروں گا تم اسے فروخت کر دینا یا میں اپنا مال تمہیں بیچوں گا پھر تم اگے بیچ دینا۔ اگر تو یہ کاروبار انتظامی آسانی کیلئے ہو اور اس سے شہریوں یا دیہاتیوں کو ضرر نہ ہو تو جائز ہو گا۔

جیسا کہ اصول الشاشی میں ہے:

الحكم يتعلق بسببه ويثبت بعلته ويوجد عند شرطه [7]

حکم شرعی اپنے سبب کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور اپنی علت سے ثابت ہوتا ہے اور وجود شرط کے وقت پایا جاتا ہے۔

لہذا آڑھت کے کام میں علت (ضرر) کے معدوم ہونے کی وجہ سے شہری کا دیہاتی کے لیے دلالی کرنا جائز ہو گا۔ جب دلالی کرنا جائز ہوا تو پھر اس کاروبار سے کمیشن لینا بھی جائز ہو گا۔

آڑھت کا جواز ضرورت اور حاجت کے پیش نظر:-

کمیشن یا آڑھت کا کاروبار اس لئے بھی جائز ہے کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے کیونکہ بہت سے لوگ خرید و فروخت اور بھاؤ تاؤ کے طور طریقوں سے ناواقف ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس تجارت کے لیے وقت نہیں ہوتا۔ ایسے حالات میں کمیشن کا کاروبار کرنے والا خرید و فروخت میں فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ لہذا اگر صرف اسی ضرورت کو مد نظر رکھا جائے تو کمیشن اور آڑھت کے کاروبار کے جواز کے لیے کفایت کرے گا۔ کیونکہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم معاملات میں نرمی و آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر کسی معاملہ کی وجہ سے لوگوں کی زندگی میں حرج آ رہا ہو تو اس میں استثناء اور جواز کی گنجائش پیدا کرتی ہے۔ جیسا کہ بیع سلم اور بیع عرایا وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ کمیشن کا کاروبار اور کمیشن ایجنٹ کی حیثیت سے اجرت لینا جائز ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

البتہ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ جس طرح دیگر معاملات میں کمزوریاں ہیں اسی طرح یہ پیشہ بھی مافیا کے ہاتھوں یرغمال بن چکا ہے جہاں حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر محض مال کی طمع ولالچ میں شرعی حدود کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اس پیشہ میں بھی بہت سے منفی اثرات ہیں جن کو ذیل میں ذکر کیا جائے گا۔

آڑھت کی ناجائز صورتیں:۔

اگر اس کاروبار کا مقصد ملی بھگت کر کے ضرر پہنچانا ہو تو جائز نہیں، اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ دیہاتی آڑھتی سے یہ کہے کہ میں مال تمہیں دوں گا تم اسے گودام میں اس وقت سنبھال لو جب تک قیمتیں آسمان کو نہ پہنچ جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ منڈی میں سب آڑھتی آپس میں ملی بھگت کر لیں کہ کسان سے مال کم داموں لینا ہے اور پھر اسے مہنگے داموں شہریوں کو بیچنا ہے تو آڑھتیوں کی یہ ملی بھگت بھی جائز نہیں۔

پہلی صورت اس لیے ناجائز ہے کہ اس میں علت پائی جارہی ہے وہ یہ کہ اس سے شہریوں کو ضرر پہنچے گا اور دوسری صورت اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں بھی علت پائی جارہی ہے اور وہ یہ کہ کسانوں کو ضرر پہنچے گا۔ لہذا ان دو صورتوں میں آڑھت کا کاروبار ناجائز اور اس سے حاصل شدہ آمدنی یعنی کمیشن بھی ناجائز ہو گا۔

آڑھت کے مثبت اثرات:۔

آڑھت کا نظام اگر دیانت داری، شفافیت اور شرعی اصولوں کے مطابق ہو تو یہ کاروباری سرگرمیوں میں سہولت، سرمایہ کی روانی اور سماجی اعتماد کے فروغ کا سبب بنتا ہے۔ ایسے نظام میں فریقین کو منصفانہ مواقع ملتے ہیں اور معیشت میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔

ذیل میں کمیشن کے نظام کے چند اہم مثبت اثرات پیش کیے جارہے ہیں۔

خرید و فروخت میں سہولت:۔

آڑھت کا نظام منڈی میں خرید و فروخت کے عمل کو آسان، منظم اور تیز بناتا ہے۔ آڑھتی، بیچنے والے اور خریدنے والے کے درمیان ایک ذریعہ بنتا ہے، جو دونوں فریقوں کے لیے اعتماد، وقت کی بچت اور معاملے کی درست تکمیل کا سبب ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو منڈی کے نظام سے واقف نہیں یا روزمرہ کے کاروبار میں مصروف نہیں ان کے لیے آڑھت سہولت اور آسانی کا

بہترین ذریعہ ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو ہر معاملے میں سہولت اور آسانی کی تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

"يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَوَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ" [8]

رب تعالیٰ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔

یہ آیت تجارت سمیت ہر جائز معاملے میں آسانی اختیار کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ایک دیانت دار آڑھتی جو لوگوں کے لیے تجارت کو آسان بناتا ہے وہ نفع بخش انسان ہے۔

بائع و مشتری کے درمیان رابطے کا قیام:-

آڑھتی خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان ایک مؤثر اور قابلِ اعتماد رابطہ فراہم کرتا ہے جو کئی مرتبہ ایک دوسرے سے ناواقف یا فاصلے پر ہوتے ہیں۔ یہ رابطہ تجارتی معاہدے کے قیام، قیمت کے تعین، اور سامان کے تبادلے میں مدد دیتا ہے۔ ایسے تمام معاملات میں جہاں فریقین کو جوڑنا اور معاملات کو صاف و شفاف انداز میں مکمل کرنا مقصود ہو، اسلام میں اسے نیکی اور خیر خواہی کا کام سمجھا جاتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى [9]

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔

یہ آیت بتا رہی ہے کہ لوگوں کو آپس میں ملانا کسی جائز اور مفید مقصد کے لیے ہو تو وہ باعثِ اجر و ثواب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا [10]

مومن، مومن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ آڑھتی بطور ذریعہ، امت کو فائدہ پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

منڈی تک رسائی میں آسانی:-

آڑھت کا نظام ان افراد اور تاجروں کے لیے ایک نعمت ہے جو براہِ راست منڈی میں داخل ہونے، نرخوں کو سمجھنے یا گاہکوں سے معاملہ کرنے کی اہلیت یا وقت نہیں رکھتے۔ آڑھتی کے ذریعے وہ منڈی سے جُڑ سکتے ہیں۔ اپنی مصنوعات فروخت کر سکتے ہیں اور تجارتی مواقع حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ عمل دراصل لوگوں کی معاشی ترقی اور تجارت میں شمولیت کا دروازہ کھولتا ہے جو کہ ایک اسلامی معاشرے کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ [11]

وہ چیز جو لوگوں کو فائدہ دے زمین میں باقی رہتی ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا

مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِ [12]

جو کسی کو بھلائی کی طرف رہنمائی کرے اسے اس عمل کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

اسلام فائدہ منداور نفع بخش کاموں کو سراہتا ہے۔ آڑھتی جو کسی نئے یا کمزور تاجر کو منڈی تک رسائی دیتا ہے وہ اجر کا مستحق ہے اور اس کا کام اسلام کے اصولِ خیر و تعاون کے عین مطابق ہے۔

منڈیوں میں کمیشن کے منفی اثرات:-

پاکستان کی زرعی اور تجارتی منڈیوں میں دلالی کا نظام عرصے سے رائج ہے جسے آج کے دور میں "ایجنسی کمیشن" یا "بیوپاری دلال" کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اگرچہ دلال بظاہر خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان ایک رابطہ کار ہوتا ہے لیکن موجودہ نظام میں اس کا کردار اکثر منفی، استحصالی اور مہنگائی کا باعث بن چکا ہے۔

پاکستان کی زرعی منڈیوں میں دلالی کا عملی نظام کچھ یوں ہے کہ کسان یا چھوٹے تاجر اپنی زرعی پیداوار جیسے گندم، چاول، سبزیاں یا پھل لے کر منڈی میں آتے ہیں۔ وہاں پہلے سے موجود "آڑھتی" یا "دلال" کسان سے مال وصول کرتے ہیں اور آگے بڑے تاجروں یا خریداروں کو فروخت کرتے ہیں۔ یہ دلال کسان سے کم قیمت پر مال خرید کر یا اس کی نمائندگی کر کے خود قیمت طے کرتے ہیں۔ اکثر اوقات کسان کو بولی یا قیمت طے کرنے کے عمل میں شریک ہی نہیں کیا جاتا۔ پھر یہ دلال مال کو کئی درجوں میں فروخت کرتے ہیں اور ہر درجے پر کمیشن یا منافع لیتے ہیں۔ اس پورے عمل میں شفافیت کی شدید کمی ہوتی ہے۔ بولی کا نظام یا تو موجود نہیں ہوتا یا رسمی ہوتا ہے اور قیمتوں کا تعین منڈی مافیا یا بااثر آڑھتیوں کی مرضی سے کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً کسان کو اس کی محنت کا پورا معاوضہ نہیں ملتا اور صارف کو مال مہنگے داموں خریدنا پڑتا ہے۔ اس طرح دلال نظام کا سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پاکستان میں زرعی منڈیوں کا موجودہ ڈھانچہ دلالی (ایجنٹوں) کے غلبے کا شکار ہے جہاں کسان اور صارف دونوں استحصال کا نشانہ بنتے ہیں۔ دلال اجناس کی خرید و فروخت کے درمیان حائل ہو کر منافع خوری، ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں میں مصنوعی اتار چڑھاؤ پیدا کرتے ہیں۔ اس نظام کے باعث معاشی، اخلاقی اور سماجی سطح پر کئی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جنہیں ذیل میں نکات کی صورت میں بیان کیا رہا ہے۔

- کسان کو اپنی محنت کا مکمل معاوضہ نہیں ملتا کیونکہ دلال کم قیمت پر اس کی اجناس خرید لیتے ہیں۔
- خریدار کو وہی اجناس مہنگے داموں خریدنا پڑتی ہیں کیونکہ دلال بیچ میں کئی گنا منافع لیتے ہیں۔
- دلالی نظام کی وجہ سے مارکیٹ میں مصنوعی مہنگائی پیدا ہوتی ہے جو افراطِ زر کو بڑھاتی ہے۔
- آڑھتی اور دلال منڈی پر قبضہ جما کر اجناس کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں جس سے قلت اور قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔
- دیہی کسان معاشی لحاظ سے کمزور ہوتا جا رہا ہے جبکہ دلال غیر متناسب منافع کما رہے ہیں۔
- اصل پیداکنندہ (کسان) معاشی استحکام حاصل نہیں کر پاتا جس سے زرعی شعبہ متاثر ہوتا ہے۔
- غریب صارفین بنیادی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے غربت، بھوک اور محرومی کا شکار ہوتے ہیں۔

منڈیوں میں مڈل مین کی اجارہ داری کی وجہ سے نئے خریدار اور فروخت کنندگان کو داخلہ مشکل ہو جاتا ہے۔

پاکستان کی منڈیوں میں کمیشن کا نظام اگرچہ تجارتی سہولت فراہم کرتا ہے مگر اس کا عملی ڈھانچہ بہت سے مسائل سے دوچار ہے۔ اس میں شفافیت، دیانت، اور شریعت کے اصولوں کو اپنانا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ تجارت میں برکت ہو اور کمزور فریق کا استحصال ختم ہو۔

منفی اثرات کا سدباب فرامین نبوی کی روشنی میں:-

اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد معاشرے میں عدل، مساوات اور امانت کو فروغ دینا ہے۔ تجارت و معیشت میں بھی یہی اصول کارفرما ہیں۔ عصرِ حاضر میں منڈیوں میں رائج دلالی کا نظام اسلامی اصولِ تجارت سے انحراف کا شکار ہے۔ یہ نظام کسان، صارف، اور مجموعی معیشت پر ایسے منفی اثرات مرتب کرتا ہے جو نہ صرف معاشرتی عدم مساوات کو جنم دیتے ہیں بلکہ دین اسلام کی بنیادی معاشی تعلیمات کے بھی خلاف ہیں۔ ان منفی اثرات کی روک تھام کیلئے ضروری ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ سے رہنمائی لیں جو تجارتی عدل وانصاف، نرخوں کے توازن، اور ذخیرہ اندوزی کے سدباب پر مشتمل ہے۔

معاوضہ کی فوری ادائیگی:-

دلال کسان کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی اجناس سستے داموں خرید لیتے ہیں جبکہ منڈی میں وہی اجناس کئی گنا مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں۔ اس عمل سے کسان کو اس کی محنت کا جائز معاوضہ نہیں ملتا اور وہ معاشی طور پر کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مزدور کی مزدوری فوری ادا کرنے کا حکم دیا جو کہ کسان کے حق کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ [13]

مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت دے دو۔

یہ اصول کسان کو اس کا مکمل حق بروقت ادا کرنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:-

منڈی میں یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ دلال اجناس کو ذخیرہ کر کے یا مصنوعی قلت پیدا کر کے قیمتیں بڑھاتے ہیں جس سے عام صارفین مہنگی اشیاء خریدنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ عمل مصنوعی مہنگائی کو جنم دیتا ہے جو اسلام کے اصولِ عدل کے خلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو نفع پہنچانے کی نیت سے بازار میں مال لائے وہ برکت پاتا ہے اور جو ذخیرہ کرے وہ لعنتی ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت ہے:

الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ [14]

مال بازار لانے والا رزق پاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے

اس حدیث میں واضح طور پر ذخیرہ اندوزی کی مذمت اور برکت سے محرومی کا ذکر ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے:

مَنْ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ [15]

جو شخص مسلمانوں کے کھانے کی اشیاء کو روکے گا اللہ تعالی اسے کوڑھ اور فقر میں مبتلا کر دے گا۔

اس حدیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا کہ ذخیرہ اندوزی اگرچہ بظاہر منفعت معلوم ہوتی ہے لیکن اصل میں یہ فقر کا سبب ہے اس سے انسان تنگ دست تو ہو سکتا ہے لیکن مالدار نہیں بن سکتا۔

اسی طرح آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ [16]

نہیں ذخیرہ اندوزی کرتا مگر خاطی۔

حدیث مبارکہ اس پر دال ہے کہ غذائی اشیاء ذخیرہ کرنا تاکہ انہیں مہنگے داموں بیچا جا سکے، ناجائز ہے۔ یعنی جن غذائی اشیاء کی لوگوں کو ضرورت ہو اس پر قبضہ کر لینا اور اپنے پاس ذخیرہ کر لینا تاکہ بازار سے معدوم ہو جائیں یہ جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ غذائی اشیاء بازار میں عام دستیاب ہوں تو پھر یہ احتکار نہیں ہو گا۔

مصنوعی بولی کی ممانعت:-

موجودہ منڈیوں میں رائج دلالی نظام کی ایک بدترین شکل مصنوعی بولی بھی ہے۔ اس طریقے میں دلال یا آڑھتی نیلامی کے دوران اپنے

کسی آدمی کے ذریعے جان بوجھ کر کسی چیز پر زیادہ بولی لگواتا ہے حالانکہ وہ خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ مارکیٹ ریٹ بلند ہو جائے اور دیگر خریدار دھوکہ کھا کر وہ چیز اصل قیمت سے زیادہ پر خرید لیں۔ اس عمل میں کسان اور خریدار دونوں فریب کا شکار ہوتے ہیں کیونکہ کسان کو اصل قیمت نہیں دی جاتی اور خریدار کو غیر حقیقی نرخ پر چیز خریدنے کیلئے مجبور کیا جاتا ہے۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف اسلامی اصولِ تجارت کے خلاف ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے عمل سے واضح طور پر منع فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّجْشِ [17]

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصنوعی بولی بڑھانے سے منع فرمایا۔

یہ حدیث اس مصنوعی طریقۂ کار کو حرام قرار دیتی ہے جس کے ذریعے بازار میں دھوکہ، قیمتوں میں غیر حقیقی اضافہ اور معاشی ناہمواری پیدا کی جاتی ہے۔ اسلامی معیشت کا اصول ہے کہ خرید و فروخت دیانت، شفافیت اور حقیقی ضرورت کے تحت ہو، نہ کہ چالاکی، سازش یا دھوکہ دہی کے ذریعے۔ اس لیے مصنوعی بولی کا رواج نہ صرف ایک غیر اخلاقی عمل ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صریحاً ممنوع ہے۔

اجتماعی ساز باز

موجودہ منڈیوں میں اجتماعی ساز باز بھی ایک خطرناک استحصالی عمل ہے جس میں چند آڑھتی یا دلال آپس میں مل کر منڈی کا نرخ طے کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ جان بوجھ کر مخصوص اشیاء کی قیمت مقرر کرتے ہیں اور اس پر اجتماعی اتفاق کر لیتے ہیں تاکہ بازار میں مصنوعی ریٹ قائم ہو جائے۔ اس عمل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نئے خریدار اور فروخت کنندہ مارکیٹ میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ وہ اس طے شدہ قیمت پر خرید یا فروخت نہیں کر سکتے۔ یوں آزاد مسابقت ختم ہو جاتی ہے اور مخصوص افراد کی اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے۔ یہ طرز عمل نہ صرف غیر منصفانہ ہے بلکہ اسلامی اصولِ عدل، شفاف تجارت اور کھلے بازار کے منافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بازار میں کسی قسم کی زبردستی یا قیمتوں کے مصنوعی تعین سے صاف منع فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیمتیں بڑھ گئی ہیں، ہمارے لیے نرخ مقرر فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ[18]

اللہ ہی نرخ مقرر فرمانے والا، تنگی، کشادگی اور رزق دینے والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ سے اس حال میں ملوں کہ کسی پر میرے ذمے کوئی ظلم نہ ہو، نہ خون میں اور نہ مال میں۔

یہ حدیث اجتماعی ساز باز اور مصنوعی نرخ سازی کی مذمت کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ریاستی سطح پر بھی اس وقت نرخ مقرر کرنے سے اجتناب فرمایا جب بازار میں قدرتی طور پر قیمتیں بڑھیں اور اس وقت کوئی ذخیرہ اندوزی یا دھوکہ نہ تھا۔ یعنی آپ ﷺ نے صرف اس وجہ سے قیمت مقرر نہیں فرمائیں کیونکہ یہ قدرتی حالات کا نتیجہ تھا۔ آج جب چند آڑھتی قیمتوں پر ناجائز کنٹرول کر کے عوام و کسان دونوں کا استحصال کرتے ہیں تو ان کا یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی سراسر مخالفت ہے اور یہ بازار میں عدل و دیانت کے قیام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

نگرانی کا نظام:-

اگر نرخ میں اضافہ کسی کے ظلم، ذخیرہ اندوزی یا سازش کی وجہ سے ہو تو شریعت اجازت دیتی ہے کہ حاکم (ریاست) مداخلت کرے اور ظلم روکنے کے لیے قیمت مقرر کرے جیسا کہ اسلام نے بازاروں میں ظلم روکنے کیلئے باقاعدہ حسبہ کا نظام قائم کیا۔ یہ نظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں قائم رہا اور خلفائے راشدین نے بھی اس نظام کو برقرار رکھا۔

نبی کریم ﷺ کی سنتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بازاروں میں نگرانی کے لیے افراد مقرر فرمائے تاکہ دھوکہ دہی، گراں فروشی اور دیگر غلط تجارتی رویوں کی روک تھام کی جا سکے۔ جیسا کہ سیرت حلبیہ میں ہے

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم استعمل سعد بن سعيد بن العاص بعد الفتح على سوق مكة. واستعمل عمر بن الخطاب رضي الله عنه على سوق المدينة.[19]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن سعید رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد مکہ کے بازار کا نگران مقرر فرمایا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ کے بازار کا نگران مقرر فرمایا۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ملتا ہے:

بعث عبد الله بن عباس الى البصرة قاضيا و ناظرا[20]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا قاضی اور نگران مقرر فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی خلافت میں بازار کو خود کار اور بے مہار نہیں چھوڑا گیا بلکہ عدلیہ (قاضی) کا نظام قائم کیا گیا اور نگران بھی مقرر کیے گئے جو منڈیوں، معاشرتی و مالی امور اور نرخوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ اگر حکومت اس عمل کو مشعلِ راہ بنائے تو دلالی کے ذریعے ظلم، مہنگائی، ذخیرہ اندوزی اور صارف و کسان کے استحصال کا سد باب ممکن ہے۔

آزاد اور مسابقت پر مبنی بازار کا تصور:-

منڈیوں میں آڑھتیوں کی اجارہ داری کی وجہ سے نئے خریدار اور فروخت کنندگان کا منڈی میں داخلہ مشکل ہوتا ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کا مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ اصول بھی ملتا ہے کہ بازار (منڈی) میں نئے خریداروں اور فروخت کنندگان کو آنے سے روکنا، ان پر دباؤ ڈالنا یا ان کے لیے ماحول کو مشکل بنانا اسلامی معیشت اور عدل پر مبنی تجارت کے خلاف ہیں۔ اسلام کھلے، آزاد، اور مسابقت پر مبنی بازار کا تصور دیتا ہے جس میں ہر شخص کو دیانت داری سے خرید و فروخت کا حق حاصل ہو چاہے وہ پرانا ہو یا نیا ہو۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

ولا يبيع الرجل على بيع اخيه[21]

اور کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع میں مداخلت نہ کرے۔

یہ حدیث نئے فروخت کنندگان کو منڈی سے نکالنے یا روکنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ ہر شخص کو بازار میں براہ راست کاروبار کرنے کا حق حاصل ہے۔ کسی کو اس حق سے محروم کرنا دھوکہ، ظلم اور ناجائز ہے۔ اسلام منڈی کو صرف چند لوگوں کی اجارہ داری بننے سے روکتا ہے تاکہ نئے خریدار اور فروخت کنندگان کو آزادانہ، باعزت اور منصفانہ ماحول میں کاروبار کرنے کے مواقع فراہم ہوں۔ یہی اسلامی عدل کا تقاضا ہے۔

نتائج وسفارشات:-

1. آڑھت کا کاروبار شرعاً جائز ہے بشر طیکہ ضرر رساں نہ ہو۔
2. آڑھتی کی شرعی حیثیت سمسار کی ہے کہ دونوں واسطہ کی حیثیت سے کام کرتے ہیں اور معاملہ کو تکمیل تک پہنچانے کے بعد کمیشن وصول کرتے ہیں۔
3. آڑھت بیع میں سہولت، بائع و مشتری کے درمیان رابطہ اور منڈی تک رسائی کو آسان بناتا ہے۔
4. آڑھت کے منفی اثرات میں کسان کو محنت سے کم معاوضہ، مصنوعی مہنگائی، ذخیرہ اندوزی، غربت اور زرعی شعبہ میں عدم استحکام شامل ہیں۔
5. اسلام چند لوگوں کی اجارہ داری سے روکتا ہے اور کھلے، آزاد اور مسابقت پر مبنی بازار کا تصور دیتا ہے۔
6. ذخیرہ اندوزی مذموم عمل ہے اور برکت سے محرومی کا سبب ہے۔
7. مصنوعی بولی نہ صرف غیر اخلاقی عمل ہے بلکہ شرعاً ممنوع اور قابل اصلاح ہے۔
8. اپنے بھائی کی بیع میں مداخلت اسلام میں ممنوع ہے۔
9. مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دینی چاہیئے۔
10. حکومت بازاروں میں نگرانی کا نظام قائم کرے تا کہ بے اعتدالیوں کی روک تھام ممکن ہو سکے۔

حوالہ جات

[1] ابراہیم مصطفی، احمد حسن الزیات، حامد عبدالقادر محمد علی النجار، المعجم الوسیط (مصر: مکتبۃ الشروق الدولیۃ، 2004ء) 1/448۔

Ibrahim Mustafa, Ahmad Hasan al-Zayyat, Hamid ‘Abd al-Qadir, Muhammad ‘Ali al-Najjar, *al-Mu‘jam al-Wasit* (Misr: Maktabat al-Shuruq al-Dawliyah, 2004) 1/448.

[2] السرخسی، شمس الدین، المبسوط (بیروت: دارالمعرفہ، 1989ء) 15/115۔

al-Sarakhsi, Shams al-Din, *al-Mabsut* (Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 1989) 15/115.

[3] مصطفی الزرقاء، الموسوعۃ الفقہیۃ (کویت: طباعۃ ذات السلاسل، 1987ء) 10/152۔

Mustafa al-Zarqa, *al-Mawsu‘ah al-Fiqhiyyah* (Kuwait: Tiba‘at Dhat al-Salasil, 1987) 10/152.

[4] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب البیوع، باب فی التجارۃ یخالطھا الحلف واللغو (کراچی: مکتبۃ المدینہ، 2020ء) رقم: 3326۔

Abu Dawud, Sulayman bin al-Ash‘ath, *al-Sunan*, Kitab al-Buyu‘, Bab fi al-Tijarah yukhalituhā al-halaf wa al-laghw (Karachi: Maktabat al-Madinah, 2020) No. 3326.

[5] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (بیروت: دار ابن کثیر، 1900ء) رقم: 2154۔

Bukhari, Muhammad bin Isma‘il, *al-Jami‘ al-Sahih* (Beirut: Dar Ibn Kathir, 1900) No. 2154.

[6] عسقلانی، شہاب الدین ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الاجارۃ، باب اجر السمسرۃ (بیروت: دار المعرفۃ، 1990ء) 4/370۔

‘Asqalani, Shihab al-Din Ibn Hajar, *Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Ijarah, Bab Ajr al-Simsarah (Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 1990) 4/370.

[7] شاشی، نظام الدین، البحث الرابع فی القیاس (کراچی: مکتبۃ البشریٰ، 2008ء) 228۔

Shashi, Nizam al-Din, *al-Bahth al-Rabi‘ fi al-Qiyas* (Karachi: Maktabat al-Bushra, 2008) 228.

[8] (البقرہ:185)

(al-Baqarah: 185)

[9] (المائدہ:2)

(al-Ma’idah: 2)

[10] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم:481

Bukhari, Muhammad bin Isma‘il, *al-Jami‘ al-Sahih* No. 481.

[11] (الرعد:17)

(al-Ra‘d: 17)

[12] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، باب ماشاء الدال علی الخیر کفاعلہ (کراچی: مکتبۃ البشریٰ، 2012ء) رقم 2671 ۔

Tirmidhi, Muhammad bin ‘Isa, *al-Sunan*, Bab ma ja’a al-dall ‘ala al-khayr ka-fa‘ilihi (Karachi: Maktabat al-Bushra, 2012) No. 2671.

[13] ابو عبد اللہ، محمد بن یزید القزوینی، السنن، باب اجر اجرآء (بیروت: دار احیاء التراث، 1975ء) رقم:2443۔

Abu ‘Abd Allah, Muhammad bin Yazid al-Qazwini, *al-Sunan*, Bab Ajr al-Ajra’ (Beirut: Dar Ihya’ al-Turath, 1975) No. 2443.

[14] ابو عبد اللہ، محمد بن یزید القزوینی، السنن، باب الحکرۃ والجلب، رقم:2153۔

Abu ‘Abd Allah, Muhammad bin Yazid al-Qazwini, *al-Sunan*, Bab al-Hikrah wa al-Jalb, No. 2153.

[15] ابو عبد اللہ، محمد بن یزید القزوینی، السنن، باب الحکرۃ والجلب، رقم:2155۔

Abu ‘Abd Allah, Muhammad bin Yazid al-Qazwini, *al-Sunan*, Bab al-Hikrah wa al-Jalb, No. 2155.

[16] ابو عبد اللہ، محمد بن یزید القزوینی، السنن، رقم:2154۔

Abu ‘Abd Allah, Muhammad bin Yazid al-Qazwini, *al-Sunan* No. 2154.

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، باب النجش، رقم:2142۔

Bukhari, Muhammad bin Isma‘il, *al-Jami‘ al-Sahih*, Bab al-Najsh, No. 2142.

[18] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، باب ماجآء فی التسعیر، رقم:1314۔

Tirmidhi, Muhammad bin ‘Isa, *al-Sunan*, Bab ma ja’a fi al-tas‘ir, No. 1314.

[19] حلبی، علی بن ابراہیم، السیرۃ الحلبیۃ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، 459/ 3۔

Halabi, ‘Ali bin Ibrahim, *al-Sirah al-Halabiyyah* (Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah) 3/459.

[20] ماوردی، علی بن محمد، ادب القاضی (بغداد: مطبعۃ الارشاد، 1971ء) 134/1۔

Mawardi, ‘Ali bin Muhammad, *Adab al-Qadi* (Baghdad: Matba‘at al-Irshad, 1971) 1/134.

[21] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، رقم:2140۔

Bukhari, Muhammad bin Isma‘il, *al-Jami‘ al-Sahih*, Kitab al-Adab, No. 2140.